الحدیث والسنۃ

فَسَادٌ فِي سَبِيلِ الْجُمْهُورِيَّة

یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

۱۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَإِيَّاكُمْ وَسُوْءَ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ (رواہ الترمذی)

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لوگوں کے درمیان پھوٹ ڈالنے اور بداعتمادی پیدا کرنے سے پرہیز کرو! کیونکہ یہ (بات دین ایمان کو) مونڈ کر صفاچٹ کر دیتی ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

۲۔ دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الْأُمَمِ مِنْ قَبْلِكُمْ، اَلْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ، وَلَا أَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ (رواہ الترمذی)

"پہلی قوموں کا مرض آہستہ آہستہ تمھاری طرف سرکتا آرہا ہے یعنی (۱) حسد (۲) اور ایک دوسرے کے خلاف بداعتمادی اور کینہ، وہ مرض مونڈنے والا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ دین کو صفاچٹ کر دیتا ہے۔"

کم سواد سیاسی نادان ۔ باہم بداعتمادی، ایک دوسرے سے خلقِ خدا کو متنفر کرنا، مکروہ ہتھکنڈوں کے ذریعے کسی جماعت اور ملکی طبقہ کے خلاف فضا میں برہمی پیدا کرنا، اپنی قوم کو افتراق اور انتشار میں مبتلا کر کے اپنی دکان چمکانا، دین نہیں، دین کش پالیسی ہے۔ جو لوگ اس چسکے میں پڑے ہوئے ہیں، ان کو یہ چسکا حد درجہ مہنگا پڑے گا۔ خاصکر دورِ حاضر کے سیاستدانوں کو اس کارِ بے خیر کا جتنا اور جیسا کچھ حساب دینا پڑے گا، اس کا وہ اب اندازہ نہیں کر سکتے، بلکہ انھیں جب اپنی ایک تقریر، ایک دورہ اور اپنے مشاورتی کونسل کے صرف ایک اجلاس کی کارروائی کے حساب کتاب کے لیے بلایا جائے گا تو انھیں یہ دیکھ کر حیرت ہوگی کہ ان کی عمر بھر کی ساری کمائی صرف ایک

ہی کھاتہ کی نذر ہو گئی ہے کیونکہ "ملتِ اسلامیہ" میں تفریق کے سامان کرنا، شرک کے بعد سب سے بڑی معصیت ہے، ملی شیرازہ کا خون، بھرے مجمع میں مسلم بھائیوں کی غیبت، ایک دوسرے کے خلاف بد اعتمادی، اپنے ہی معاشرہ میں کشیدگی کا اہتمام، غلط انکشافات، جھوٹے الزامات اور شکوک وشبہات کی ریل پیل، ان کی ہر تقریر کا تانا بانا، ان کی ہر نشست کا طول وعرض اور ان کی ہر گشت کا حاصل بنتا ہے — باقی رہی ان کی خیر کی کچھ باتیں؟ تو وہ عموماً اخلاص پر مبنی کم ہوتی ہیں بلکہ صرف عوام کا استحصال کرنے کے لیے کی جاتی ہیں — ایک آدھ جماعت کے سوا یا کچھ افراد سے قطع نظر عام طور پر اس حمام میں باقی سب ہی ننگے ہیں۔

مذہبی جنونی۔ ان "سیاسیین سوء" کے بعد دوسرے نمبر پر جن کا نام آتا ہے وہ مذہبی اور روحانی پیشواؤں کا گروہ ہے، لیکن ان میں اکثریت ان رہنماؤں کی ہوتی ہے جو گو وہ "مذہبی جنونی" ہوتے ہیں تاہم عموماً نیک نیت ہوتے ہیں، لیکن وہ یہ ضرور بھول جاتے ہیں کہ اس کے باوجود وہ "تفریق بین المسلمین" کے مجاز نہیں ہیں اور ان کو اس امر کا بھی ہوش نہیں رہتا کہ وہ یہ حق نہیں رکھتے کہ بعض مسئلوں کے نام پر وہ ملی وحدت پر بوجھ بنیں یا وہ اس کا خون کریں۔

تیسرا طبقہ پریس کے نمائندوں اور صحافیوں کا ہے جو سیاہ کو سفید اور سفید کو سیاہ ثابت کرنے کو کامیاب صحافت تصور کرتے ہیں، جب یہ مریں گے اس وقت ان کو معلوم ہو گا کہ قلم کے ہل چلا کر کیا بویا اور کیا کاٹا؟

بہرحال یہ وہ گروہ ہیں، جو ملتِ اسلامیہ کی شیرازہ بندی کا اعزاز بھی حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے بخیے بھی ادھیڑ سکتے ہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ بدقسمتی سے جمہوری دور نے ان تینوں کو اس کی کھلی چھٹی بھی دے رکھی ہے کہ، چاہیں تو وہ سارے عالمِ اسلام کو باہم متحد اور مربوط بنا ڈالیں، چاہیں تو ایک گھر کے چار افراد کو بھی ایک پیالہ میں پانی پینے کے قابل نہ رہنے دیں۔ جمہوریت کے پرستاروں کے ہاں اسی کا نام تحریر اور تقریر کی آزادی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر اس کا نام آزادی ہے تو دنیا میں "تخریب" کا وجود اور کہاں ہے اور اس کی کیا شکل ہوتی ہے؟

صحیح، بجا اور حق بات کہنے اور کہہ سکنے کی آزادی کا نام "حریتِ فکر" ہے۔ الا بلا اور اٹاپ شٹاپ بکنے اور بک سکنے کا نام نہیں ہے، بلکہ صرف حسبِ حال، حسبِ داعیہ، برمحل "اصلاحِ حال" کی غرض سے "اظہارِ خیال" کی اجازت ہے، بشرطیکہ ملتِ اسلامیہ کی جمعیت، اتحاد اور خوشگوار فضا اس سے غلط متاثر نہ ہو، اس لیے حضورؐ نے فرمایا ہے کہ: بولنا ہے تو خیر کا کلمہ بولیے ورنہ چپ ہی بھلی ہے۔[۱]

ومن کان یومن باللہ والیوم الاخر فلیقل خیرا اولیصمت (رواہ البخاری و مسلم)

تبلیغ اور مخلصانہ تنقید و تبصرے بھی "بال نوچنے اور فتنوں کو ہوا دینے" کا نام نہیں ہے بلکہ "اراءۃ الطریق" کی یہ ایک مبارک شکل ہے جس سے غرض، صورتِ حال کو کنٹرول کرنا اور پیش آمدہ معاملے کے سلسلے میں صرف صحیح رہنمائی مہیا کرنا ہوتی ہے۔

صحافت ایک عظیم سلسلۂ روایت اور جرح و تعدیل کی ایک باضمیر اور دیانتدارانہ ذمہ داری کا نام ہے مگر اسے یار دوستوں نے کاروبار یا گروہی تعصبات کا نقیب بنا ڈالا ہے، جتنی یہ عظیم اکسیر ہے، اتنی احتیاط اگر وہ ملحوظ رکھتے تو دنیا آج اوجِ ثریا پر فائز ہوتی، لیکن افسوس! دوستوں نے اپنے مقام، شرف و عزیمت اور ذمہ داریوں کا صحیح احساس نہیں کیا۔ اگر وہ چاہتے تو اس سلسلے میں محدثین کی روایات اور تعامل کو زندہ رکھ سکتے تھے، انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ "قلم" کوئی دھندا نہیں ہے، ایک روایت ہے، ایک دعویٰ ہے، ایک شہادت ہے، دل ہے، دماغ ہے، نگاہ ہے، جرح و تعدیل کا ایک دینی فریضہ ہے۔ جذبات اور احساسات کی زبان ہے، ضمیر اور دیانت کی بیباک آواز ہے، آخرت کی جوابدہی کا ایک احساس اور شعور ہے۔ محدثین کی دنیا اور ان کی روایات کا احیاء ہے — خدا کا واسطہ دے کر ہم آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا ہماری صحافت کی یہی زمین، یہی کائنات اور یہی آسمان ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر سوچ لیجیے! جب آپ خدا کے حضور پیش ہوں گے تو آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہوگا؟ یہی نا کہ دنیا کسی کی بنی آخرت ہم بیچتے رہے اور "ثمناً قلیلاً" کے عوض، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمارے نزدیک تفریق بین المسلمین کے سامان "سیاسین سوء" کریں یا "نادان علماء" صحافی کریں یا مشائخ، وہ نیک نیتی سے کریں یا بدنیتی سے، بہرحال شرعاً حرام ہے اور یہ بات بھی ہم برملا کہتے ہیں کہ: موجودہ سیاسی دور نے وحدتِ ملت کی حرمت کو اپنے لیے حلال کر لیا ہے، وہ اس کا خون پیتے ہیں، اس کا گوشت تناول کرتے ہیں، اس کی ہڈیاں چباتے ہیں، اور اس کا نام بیچتے ہیں، اس سرے سے لے کر اس سرے تک ایک دوسرے کے خلاف آگ بھڑکاتے اور لگاتے ہیں، اپنے ماسوا ہر دوسرے کو غدار، ملک کا باغی اور اسلام کا دشمن بتاتے ہیں، جس کی وجہ سے ملک کا ایک عظیم طبقہ باہم الجھ کر ملک و ملت کی تعمیر اور ترقی کی راہ میں سنگِ گراں بن کر کھڑا ہو جاتا ہے اور غیر شعوری طور پر ملک پر "کشیدگی" کی ایک غیر مختتم فضا طاری ہو جاتی ہے۔

اسلام تنقید کا حق دیتا ہے لیکن اس طرح نہیں کہ معاشرہ میں محاذ آرائی پیدا ہو جائے اور ملی وحدت مختلف طبقات اور اکائیوں میں بٹ کر رہ جائے۔ تنقید سے غرض، اصلاح حال ہوتی ہے، مزید بگاڑ نہیں ہوتا، جمہوریت کے نام پر جو دنگل پیدا ہو گئے ہیں اور اس میں جماعتی کبڈی کے جو جو نمونے دیکھنے میں آ رہے ہیں، وہ ایک معقول اور شریف فرد سے بھی متوقع نہیں ہو سکتے، چہ جائیکہ ان حماقتوں اور ذلیل ہتھکنڈوں کو قومی سطح پر قومی کردار کا جزو بنا دیا جائے، بہرحال موجودہ جمہوریت دنیا کے اندر ایک ایسا میخانہ ہے جہاں شریفوں اور عظیم انسانوں تک کی پگڑی اچھلتی اور اچھالی جاتی ہے۔ اس جمہوریت کے ڈھونگ نے فساد فی سبیل الجمہوریۃ کو مقدس بنا کر جس طرح اس کا چلن عام کیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے، منافرت، محاذ آرائی، تخریب کاری، غیر مختتم کشیدگی، بدزبانی، استحصال پر مبنی فضا، ناقدری اور ناہنجاروں کی درآمد، اس جمہوریت کی سوغاتیں ہیں اور شرمناک سوغاتیں ہیں۔ جو قوم اس سے جتنی جلدی پیچھا چھڑائے گی، اتنی ہی وہ شرافت، شریفانہ قیادت، پرامن فضا، یکجہتی اور اطمینان سے ہمکنار ہوگی۔

۳۔ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَاَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ...... وَشِرَارُ عِبَادِ اللهِ الْمَشَّاؤُنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْاَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ (رواہ احمد)

بدترین لوگ۔ "حضور نے فرمایا کہ ...... اللہ کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں کہ لگائی بجھائی جن کا شیوہ ہے اور جو دوستوں میں پھوٹ ڈالتے اور پاک دامنوں پر تہمتیں لگاتے ہیں۔"

غور فرمائیے! پیغمبرِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہ میں جو بدترین خلائق ہیں، وہ جمہوری سیاست میں، قوم کے سیاسی رہنما ہیں، جو کردار اسلام میں، ذلیل ترین پیشہ ہے، وہ پارلیمانی نظامِ حکومت کی نگاہ میں، عظیم سیاسی حکمتِ عملی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

النمیمہ۔ لگائی بجھائی اور جوڑ توڑ وہ مکروہ ہتھکنڈے ہیں، جب ان کے چہرے سے پردہ اٹھتا ہے تو اپنے اور پرائے سبھی لوگ ان پر پھٹکار کرتے ہیں۔ لیکن جب اسے کوئی سیاستدان اپناتا ہے تو وہ ہیرو بن جاتا ہے اور اسے اس کی داد دیتے ہیں کہ: اس کے کیا ہی کہنے، یہ تو بلا کا سیاستدان نکلا ہے۔

المفرقون۔ افتراق اور انتشار کا فریضہ انتہائی شرمناک اور گھناؤنا فعل ہے لیکن اگر کوئی سیاسی شاطر اس سلسلے میں اپنے شاطرانہ جوہر دکھاتا ہے تو واہ واہ ہونے لگ جاتی ہے۔

الباغون۔ الزام تراشی اگر باپ بھی کرے تو دنیا اسے گردن زدنی تصور کرتی ہے لیکن اگر کوئی سیاسی احمق یہ فریضہ انجام دیتا ہے تو اسے داد دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ: کیا خوب! یہ تو بہت ہی سیاس، ہوشیار اور زیرک انسان ہے۔

ان تمام سیئات کے اہتمام کے لیے جمہوری حکومتوں نے ان کی جو سرپرستی کی ہے یا جس طرح اس کی حوصلہ افزائی کا فریضہ انجام دیا ہے اور اس کے لیے ان سیاسی تخریب کاروں کو دم جتنے اور جیسے کچھ وسائل مہیا کر رہی ہیں، وہ تنہا ان کی نااہلی اور بے برکتی کے ثبوت کے لیے کافی ہیں۔ ان تمام نہاد جمہوری اداروں نے قوم کو بدزبان اور اپنے ہی بھائیوں کا بدخواہ بنا کر رکھ دیا ہے، جو برسر اقتدار آجاتا ہے وہ آکر اس کہرام کو اور دو آتشہ کر دیتا ہے۔ بہر حال" انتخابات اور الیکشن" کے سلسلے کی مہموں، دوروں، تقریروں، بیانوں، جلوسوں، مظاہروں اور بے تکے نعروں کی وجہ سے پورا ملک" محشر کا میدان" بن جاتا ہے، زمین و آسمان زیر و زبر ہوتے دکھائی دیتے ہیں، نفسی نفسی کا عالم طاری ہو جاتا ہے، باپ بیٹے کا، بھائی بھائی کا، ماں بیٹی کی دشمن بن جاتی ہے۔ ہمارے نزدیک اس انداز کی تشقیں، آدم خور تشقیں ہیں، جو افراد یا حکومتیں اس کی پشت پناہی کرتی ہیں وہ دراصل اتحاد و اتفاق کی جانی دشمن ہوتی ہیں۔ وہ سب قابلِ تعزیر اور لائقِ سزا لوگ ہیں۔

۴۔ عَنْ عَبْدِ اللهِ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ (رواہ الطبرانی والبزار)

"حضورؐ کا ارشاد ہے کہ دو دلوں کی باہمی کدورتوں کی اصلاح کرنا سب سے افضل اور بہتر صدقہ ہے۔"

یعنی معاشرہ میں" صلح، آشتی اور الفت" کی کھیر بانٹنا سب صدقات اور خیرات سے برتر خیرات اور صدقہ ہے۔ اگر اس کے برعکس کوئی شخص معاشرہ میں منافرت اور بد اعتمادی کے بیج بوتا ہے تو وہ قوم سے سخت بے انصافی کرتا ہے۔ لیکن افسوس! ابن الوقت سیاستدانوں کو یہ بات قطعی سمجھ میں نہیں آتی، جب اٹھتے ہیں پگڑی اچھالتے ہیں، لوگوں میں منافرت پیدا کر کے ان کا استحصال کرتے ہیں۔

۵۔ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لَهُ الْعَرْشُ (شعب الایمان)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ: جب فاسق (بازاری) شخص کی تعریف کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ غصے ہوتا ہے اور اس کی وجہ سے عرش (الہٰی) لرز جاتا ہے۔

دھکے کی سیاست کی وجہ سے یہ دن بھی دنیا کو دیکھنے پڑ گئے ہیں کہ جن بازاری اور فساق لوگوں کو جیل میں ہونا چاہیے تھا، ان کے اب قصیدے پڑھے جاتے ہیں، قوم کا ان کو رہنما بنایا جاتا ہے، اور ان کی غلط کاریوں پر نہ صرف پردے ڈالے جاتے ہیں بلکہ ان کو ان کی داد بھی دی جاتی ہے، اور ان کے سلسلے میں ان کو ہدیۂ تبریک بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ دراصل یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ یہ وہ وقت ہو گا جب تم امام وقت کو تہ تیغ کر کے کمینوں کے لیے جگہ خالی کر دو گے۔

۶۔ عَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی تَقْتُلُوْا اِمَامَکُمْ وَ تَجْتَلِدُوْا بِاَسْیَافِکُمْ وَیَرِثُ دُنْیَاکُمْ شِرَارُکُمْ

(ترمذی)

"قیامت قائم نہیں ہو گی، یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کر دو گے اور اپنی تلواروں کے ساتھ ایک دوسرے کو مارو گے اور یہاں تک کہ تمہاری حکومت کے وارث تمہارے بدکار اور بازاری لوگ ہوں گے۔"

یہ بھی فرمایا کہ: سب سے زیادہ اچھے ستارے والا وہی کہلائے گا، جو خاندانی بازاری شخص ہو گا، بس پھر قیامت قریب سمجھو۔

۷۔ لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَکُوْنَ اَسْعَدَ النَّاسِ بِالدُّنْیَا لُکَعُ ابْنُ لُکَعٍ

(ترمذی)

"یعنی قیامت قائم نہیں ہو گی، یہاں تک کہ دنیا میں سب لوگوں سے اچھے ستارے والا، پشتینی احمق اور بازاری شخص کو سمجھا جانے لگے گا۔"

دراصل یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ: اکثریت بازاری اور دراصل ناآشنا لوگوں کی ہے، اگر بھلے آدمیوں کی کثرت ہوتی تو یقیناً کسی بھلے آدمی کے ہی گرد جمع ہوتے، اس لیے جیسی روح ویسے فرشتے، بہرحال رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فاسق فاجر لوگوں کے دعاگوؤں کو قیامت میں شفاعت نصیب ہو گی نہ وہ میرے حوض کوثر کے نزدیک پھٹکیں گے۔

۸۔ عَنْ کَعْبِ بْنِ عُجْرَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسُوا مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَنْ يَرِدُوا عَلَيَّ الْحَوْضَ (ترمذی)

"جو ان کے پاس آنا جانا رکھیں گے، ان کے جھوٹ کو سچ کہیں گے اور ان کی بے انصافیوں میں ان کی تائید کریں گے، وہ ہمارے، نہ میں ان کا، اور نہ وہ میرے پاس حوض کوثر پر آسکیں گے۔"

ان لوگوں سے بڑھ کر اور بدنصیب کون ہو سکتا ہے جو ان ذلیل اور بے خدا لوگوں کی دنیا بنانے کے لیے اپنی آخرت بیچتے ہیں:

۹۔ مِنْ شَرِّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَبْدٌ أَذْهَبَ آخِرَتَهُ بِدُنْيَا غَيْرِهِ (ابن ماجہ)

"قیامت میں سب سے بدتر منزل میں وہ شخص ہوگا جس نے دوسرے کی دنیا کے بدلے اپنی آخرت بیچ دی"

اگر عوام کو یہ بات سمجھ میں آجائے کہ ان سیاسی جواریوں کی ممبری، اقتدار اور کرسی کے لیے اپنے ایمان و ضمیر، آخرت اور غیرت کا خون کرنا قیامت میں حد درجہ کی رسوائی اور دردناک عذاب کا موجب ہوگا تو ان جواریوں کو اپنے گاؤں سے ہی نکال باہر کریں۔

۱۰ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: أَعَجَزْتُمْ إِذَا بَعَثْتُ رَجُلًا فَلَمْ يَمْضِ لِأَمْرِي أَنْ تَجْعَلُوا مَكَانَهُ مَنْ يَمْضِي لِأَمْرِي (ابی داؤد)

"فرمایا: میں جب ایک شخص کو روانہ کروں اور وہ میرے حکم کا نفاذ نہ کرے کیا تم اس امر سے عاجز ہو کہ اس کی جگہ کسی ایسے شخص کو مقرر کرو جو میرے حکم کا نفاذ کرے۔"

نئے انتخابات کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے، جب پہلا شخص کتاب و سنت کے نفاذ میں فیل ہو جاتا ہے اور ناکام رہتا ہے، اور اب اس انتخاب کا محرک بھی یہ ارادہ اور جذبہ ہوتا ہے کہ: ایسا آدمی آگے لایا جائے جو پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات اور قرآن حکیم کے احکام کی لاج اور شرم رکھ سکے۔ اس انتخاب کی کیفیت بھی یہ بیان کی گئی ہے کہ: اپنے سے بہتر شخص کو دیکھ کر میدان خالی کر دیا جائے۔ اس کا مقابلہ کیا جائے نہ اس کے مقابلے میں کسی کو لایا جائے! فرمایا: وَعَلٰى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ (بخاری ومسلم) یعنی یہ کہ: اہل شخص سے اُلجھا نہ جائے۔ ہاں اگر وہ کفر صریح کا مرتکب ہو تو پھر اور بات ہے إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا (بخاری)

یہ بات بھی "حشر بردوش" انتخاب کی بات نہیں ہے، کیونکہ یہاں "مقابلے" کی بات خارج از امکان قرار دی گئی ہے: ان لاننازع الامر اھلہ (بخاری) بلکہ یہ سفارش ان لوگوں سے کی جا رہی ہے جو (۱) دیندار (۲) سیاسی لحاظ سے سمجھدار (۳) اپنی قوم میں معروف اور با اثر لوگ ہیں کہ: وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور اس کے لیے ایک مبارک شخص کا نام تجویز کریں جو انتظامی صلاحیت رکھتا ہو، جس کی آنکھوں میں خدا اور رسول کی شرم ہو اور وہ خوفِ خدا رکھتا ہو۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ ایسے شخص کی تشخیص سڑکوں، چوراہوں اور بازاروں میں نہیں ہوگی اور نہ ہی اس ڈھب سے درخواستیں طلب کی جائیں گی بلکہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس، فوجی سربراہ اور چیف سیکرٹری کی موجودگی میں اور ان کے مشورہ کے ساتھ، ملک کے صالح، معروف، مقبول، غیر جانبدار اور اہل حضرات جمع ہو کر اس نشست میں ایک فارمولا بنائیں گے جو فرقہ وارانہ اور طبقاتی نقطۂ نظر سے بالاتر اقدار پر مبنی ہوگا، پھر اس کی روشنی میں "شرکاء مجلس" اپنی اپنی معلومات کے مطابق اس کے لیے کچھ باصلاحیت اور باخدا حضرات کا نام پیش کریں گے، اس پر مناسب بحث و تمحیص کے بعد "چیف جسٹس" اس کا اعلان کر دیں گے، جس پر سب سے پہلے فوجی سربراہ کے دستخط ہوں گے اس کے بعد چیف سیکرٹری اور دوسرے ارکان شوریٰ الیہ دستخط کریں گے۔ جب یہ کام اتمام کو پہنچ جائے گا، اس کے بعد اگر کوئی شخص اپنی چودھراہٹ کے لیے بے چین ہوگا تو اس کو "حوالۂ زنداں" کیا جائے گا، کیونکہ اقتدار ملت کی طرف سے عطا ہوتا ہے، اسے مانگ کر حاصل نہیں کیا جاتا اور نہ وہ جنس بازار ہے۔

مَنْ اَتَاكُمْ وَاَمْرُكُمْ جَمِيْعٌ عَلٰى رَجُلٍ وَّاحِدٍ يُرِيْدُ اَنْ يَّشُقَّ عَصَاكُمْ اَوْ يُفَرِّقَ جَمَاعَتَكُمْ فَاقْتُلُوْهُ (رواہ مسلم)

"جب آپ ایک شخص پر جمع ہو جائیں، اس کے بعد کوئی آکر اگر اس کے بالمقابل اٹھ جاتا ہے تو اسے ٹھکانے لگا دو!"

یعنی اب اسے کام کرنے دیا جائے، علانیہ یا زیر زمین ایسی تحریک نہ چلائی جائے کہ وہ کام کرنے کے بجائے ان کے دفاع میں ہی لگا رہے، لیکن نام نہاد جمہوری دور میں، ایک شخص کے انتخاب کے بعد بالکل اگلے دن اس کے خلاف جلسے، جلوس، تقریریں، محاذ آرائیاں اور خدا جانے کیا کیا حرکتیں شروع ہو جاتی ہیں ـــ اور یہ "لے" اتنی بڑھتی ہے کہ اس سلسلے کی ہر تخریب کاری جہاد کہلانے لگتی ہے اور اس کے خلاف ہر سازش "دعوتِ حق" بن جاتی ہے۔ نہ کھیلیں گے نہ کھیلنے دیں گے

کا ایک سماں طاری ہو جاتا ہے کہ الامان والحفیظ، بہر حال جمہوریت کے نام پر جو جو شرارتیں روا رکھی جاتی ہیں اور "فساد فی سبیل الجمہوریۃ" کو جس طرح سیاسی عبادت کا درجہ دے دیا گیا ہے، ممکن ہے، دوسری اقوام کے ہاں اس کا کوئی مقام و مرتبہ ہو، بہر حال دینِ اسلام کی رو سے یہ ایک ایسی شیطنت ہے، جس کو قبول کر لینے کے بعد ایمان، سنجیدگی اور معقولیت نام کی کوئی چیز باقی نہیں رہتی — مغربی جمہوریت کے اس فتنے نے "کتاب جمہوریت" کو "نوشتۂ خدا" "ایمان، نبی، حیا اور حق" کا درجہ دے کر دینِ نبی کی راہ میں سخت مشکلات پیدا کر دی ہیں۔ اس لیے ہم اس بد نظام پر لعنت بھیجتے ہیں اور ان تمام اقدار کے خلاف جہاد کرنے کو شرعی جہاد اور فرضِ عین تصور کرتے ہیں۔ جن کی بنیاد پر "جمہوری شیطان" کا پھریرا لہراتا ہے۔ یہ کس قدر احمقانہ نظامِ سیاست ہے کہ جو بے شعور سے لوگوں سے سیاسی شعور کی بھیک مانگنے کا درس دیتا ہے، جو بد اور بدکردار افراد کو قیادت کے لیے آگے آنے کا حوصلہ عطا کرتا ہے، جو اجتماعی اور انفرادی امور کے ہر دائرۂ کار کے لیے تو کچھ شرائط اور کچھ حدود رکھتا ہے لیکن ملک و ملت کی عظیم قیادت کے لیے اس کے ہاں کوئی قید نہیں ہے کوئی شرط نہیں ہے، بلکہ وہ ہر نتھو پھتو یا ہر بے حیا اور بے وقوف آدمی کو قیادت کے حصول کا حق بھی دیتا ہے، جس کی قیادت شیطان خیز، حیا سوز، اور تخریب ساز، جس کے دم قدم سے بدعملی کی حوصلہ افزائی ہوتی ہو، جن بد نصیبوں کے دل و دماغ کے خانے ملک و ملت کی تعمیر کے تصوّر سے خالی ہوں، جو نہیں جانتے قوم کی امامت کیا ہے۔ جو نظامِ جمہوریت ایسے ناہنجاروں کو بھی قیادت کا حق دیتا ہے اس سے بڑھ کر بے غیرت، احمقانہ اور انسان دشمن نظام اور کیا ہو سکتا ہے —؟ اور جو لوگ ایسے نظامِ سیاست پر نہ صرف جان چھڑکتے ہیں بلکہ اس کو "عین اسلام" بھی تصور کرتے ہیں، ان سے بڑھ کر نادان اور کون ہو سکتا ہے۔ ع . بریں عقل و دانش بباید گریست۔

شرح السنۃ للامام البغوی

تفسیر الخازن مع البغوی، الخازن مع النسفی، جامع البیان، احکام القرآن للجصاص، البرہان فی علوم القرآن للزرکشی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، سیرۃ حلبیہ، الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ، مروج الذہب، تیسیر الوصول الی علم الاصول، المسوّی من احادیث المؤطا، تثبیت دلائل النبوۃ، الخصائص الکبریٰ والحاوی للسیوطی۔ تصانیف ابن تیمیہ و ابن قیم وغیرہ۔

رحمانیہ دار الکتب، امین پور بازار، فیصل آباد